انسانی زندگی پر گناہ کے بھیانک اثرات

افادات ابن قیم رحمہ اللہ / ترتیب: اطہر وقار عظیم

اللہ کے نافرمان، فاجر اور بدکار لوگوں کی ہمیشہ سے یہ خواہش رہی ہے کہ وہ نیکی اور بدی کے نتائج کو یکساں ثابت کر دیں۔ اچھے اور برے افراد میں تفریق اور تمیز ختم کر دیں۔ اس مقصد کے حصول کیلئے، وہ گناہ گاروں اور نیکوکاروں کے بارے میں دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ نیک اور بد دونوں ایک جیسی زندگی گزارتے ہیں۔ اس لیے مرنے کے بعد بھی یکساں سلوک کے مستحق ٹھہریں گے، حالانکہ یہ غیر عقلی، غیر سائنسی دعویٰ محض ان کے بے بنیاد گمانوں پر مبنی ہے۔ کیونکہ اسلام کے مطابق مصیبت اور گناہوں کے انسانی جسم اور روح پر نہایت مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ گناہوں کا برا اثر انسانی دل اور جسم پر یکساں پڑتا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ کثرت گناہ کے نتیجے میں ہونے والے دنیا اور آخرت میں ہمہ گیر نقصانات کا اندازہ اللہ رب العزت کی ذات کے سوا کوئی اور نہیں لگا سکتا۔ تاہم یہاں قرآن وسنت کی فکر کی روشنی میں گناہ کے انسانی زندگی پر ہونے والے کچھ مضر اثرات بیان کیے جارہے ہیں۔

علم سے محرومی

علم اللہ کا نور اور اس کا دیا ہوا اجالا ہے جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سلیم الطبع قلب اور باضمیر روح میں اتارتا ہے لیکن گناہوں سے یہ نور بجھ جاتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا واقعہ ہے کہ جب انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور ان کے درس میں شریک ہوئے تو آپ ان کی ذہانت، ہوش مندی اور کمال سمجھ داری دیکھ کر حیران رہ گئے۔ آپ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ اللہ نے تمہارے دل پر نور کی ضیا بارکرنیں اتاری ہیں۔ دیکھنا! اس نور کے چراغ کو گناہوں کی آندھی سے بجھا نہ دینا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ ''میں نے (اپنے استاد) وکیع رحمہ اللہ سے اپنے خراب حافظے کی شکایت کی۔ انہوں نے نصیحت کی کہ معصیت اور گناہ کو چھوڑ دو۔ جان لو کہ علم اللہ کا فضل اور اس کا کرم ہے اور اللہ کا فضل و کرم کسی نافرمان کو نہیں دیا جاتا۔''

برکت میں کمی

گناہوں کے ارتکاب کی ایک سزا یہ بھی ہے کہ کثرت گناہ سے برکت مٹ جاتی ہے۔ روزی، علم و

معرفت، کرداراور اطاعت وبندگی کی برکتیں مٹتی جاتی ہیں۔ چنانچہ جوشخص اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اس کی عمر کم ہو جاتی ہے۔ اگر نیکی سے عمر بڑھتی ہے تو فسق و فجور اور گناہ سے اس کا الٹا اثر ہونا ناگزیر ہے۔ زندگی سے برکتیں ناپید ہو جاتی ہیں، اگرچہ علمائے کرام کا اس امر میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ کے نزدیک زندگی کی برکتیں زائل ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے زندگی بے برکت اور بے کیف ہو کر رہ جاتی ہے۔ علما کے دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ کثرت گناہ سے زندگی کا دورانیہ کم ہو جاتا ہے اور روزی میں کمی آجاتی ہے۔ اس کے برعکس پرہیزگاری اور تقویٰ کی زندگی اختیار کرنے سے زمین وآسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

''اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور پرہیزگار بن جاتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔'' [الاعراف]

ایک گناہ کے بعد دوسرا گناہ

ایک برائی سے دوسری برائی جنم لیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برائی کرنے کے بعد انسان اس کی گرفت سے نکلنے اور آزاد ہونے کے قابل نہیں ہو پاتا۔ ہر برائی کا نتیجہ یہ ہے کہ آدمی اس کے بعد دوسری برائی بھی کرتا ہے، جب کہ نیکی کا صلہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد دوسری نیکی کی توفیق ملتی ہے۔ گویا جب کوئی بندہ نیک کام کرتا ہے تو اس نیکی سے متصل دوسری نیکی کہتی ہے کہ مجھ پر بھی عمل کرتا جا۔ اس طرح یہ سلسلہ دراز ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ بندہ نیک بن جاتا ہے۔ بعینہٖ یہی معاملہ برائیوں کے ساتھ بھی ہے۔ ایک برائی کو چھپانے کیلئے دوسری برائی کا ارتکاب ہوتا ہے۔ اس طرح برائیوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

اطاعت اور معصیت کی اپنی پختہ ہیئت، صورت، کیفیت اور صلاحیت ہوتی ہے۔ اس لیے جو نیکی کرتا ہے اگر وہ نیکی کرنا چھوڑ دے تو اس کے دل میں تنگی اور درشتی پیدا ہوتی ہے۔ اسے زمین کشادہ ہونے کے باوجود تنگ دکھائی دینے لگتی ہے اور دلی طور پر اسے احساس ہوتا ہے کہ اس کی حالت ماہی بے آب کی سی ہے جو اس وقت تک تڑپتی اور مضطرب رہتی ہے جب تک کہ لوٹ کر پھر پانی میں نہ چلی جائے۔ اس کے برخلاف اگر عادی مجرم (گناہ گار) تائب ہو کر اطاعت کی زندگی گزارنا چاہتا ہے تو دل میں عجیب سی گھٹن محسوس کرتا ہے۔ اس کا سینہ جلتا اور راستے بند نظر آتے ہیں اور یہ کیفیت اس وقت تک برقرار رہتی ہے جب تک وہ لوٹ کر پھر برائی نہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر فاسق وفاجر لوگ گناہ بے لذت کے طور پر برائیوں کا ارتکاب کرتے چلے جاتے

ہیں۔ بعض اوقات ان کے دل میں برائی کیلئے کوئی خاص داعیہ اور طلب بھی نہیں ہوتی اس کے باوجود وہ برائی کرتے ہیں۔ اس لیے کسی عربی شاعر نے کہا ہے: (شراب کا ایک پیالہ تو میں نے لذت کے حصول کیلئے پیا (اس سے جو درد اٹھا) اس کے علاج کیلئے دوا کے طور پر دوسرا پیالہ پیا)۔

گناہوں کو حقیر سمجھنا

کثرت گناہ سے انسان کے دل میں گناہ کا احساس باقی نہیں رہتا۔ گناہ اس کی نظر میں حقیر اور معمولی ہو جاتا ہے۔ یہ علامت حد درجہ خطرناک اور ہلاکت خیز ہے۔ کیونکہ بندے کی نظر میں گناہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو، اللہ کی نظر میں وہ بہت بڑا ہے۔ بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت مذکور ہے: ''مومن جب اپنے گناہوں پر نظر ڈالتا ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے جیسے وہ کسی اونچے پہاڑ کی گہری کھائی میں کھڑا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں یہ پہاڑ اس کے سر پر نہ آ گرے، اور فاسق و فاجر جب اپنے گناہوں پر نظر ڈالتا ہے تو اسے ایسا لگتا ہے جیسے اس کے ناک پر مکھی بیٹھی ہو اور یوں کرنے (ہاتھ ہلانے) سے مکھی اڑ کر چلی جاتی ہو۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معمولی گناہوں سے بچتے رہو، کیونکہ یہ گناہ جب جمع ہو جاتے ہیں تو آدمی کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ جیسے ایک قوم نے کسی چٹیل میدان میں پڑاؤ ڈالا۔ اتنے میں کھانے کا وقت ہو جاتا ہے۔ تب ایک شخص جا کر لکڑی لے آتا ہے، دوسرا جاتا ہے وہ بھی کہیں سے لکڑی لے آتا ہے، یہاں تک کہ ڈھیر ساری لکڑیاں جمع ہو جاتی ہیں۔ پھر اس کا الاؤ بنتا ہے اور لوگ اس کے اوپر کھانے کی چیزیں رکھ کر پکاتے ہیں۔ [مسند احمد]

وحشت اور گھبراہٹ کا احساس

گناہوں کا ارتکاب کرنے والا ہمیشہ ان دیکھے خوف، پریشانی اور گھبراہٹ سے دوچار ہوتا ہے۔ یہ ڈر اور گھبراہٹ اسے اپنے رب کے درمیان اتنی شدت سے محسوس ہوتی ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی لذت اور راحت نہ اسے مزہ دیتی ہے اور نہ کسی قسم کا آرام پہنچانے دیتی ہے۔ اس نفسیاتی کیفیت کا صحیح اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس کے اندر ایمان کی رمق ہو، ورنہ جس کے دل پہ مہر لگ جائے تو اسے کہاں احساس ہوگا؟ اس لیے دانا اور ہوش مند کیلئے پہلی فرصت میں یہی مناسب ہے کہ وہ گناہوں کو چھوڑ دے۔

دلوں پر مہر

گناہوں کی کثرت سے گناہ گار کے دل پر مہر لگ جاتی ہے اور اس کا شمار غافلوں میں ہو جاتا ہے۔ ارشاد باریٔ تعالیٰ ہے: ''نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ ان کے دلوں پر ان کی بداعمالیوں کا زنگ چڑھ گیا'' [المطففین] حقیقت بھی یہی ہے کہ گناہوں کے سبب دل زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ گناہ گار جتنا زیادہ گناہ کرتا ہے، زنگ بھی اتنا بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پورا دل زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد گناہ بکثرت کرنے سے گناہ فطرت ثانیہ بن جاتا ہے اور دل پر اللہ کی طرف سے مہر لگا دی جاتی ہے جس کے نتیجے میں دل کے گرد غلاف اور پردہ کھینچ دیا جاتا ہے۔ اس طرح جو ہدایت اور بصیرت اللہ کی طرف سے میسر ہوتی ہے وہ اس سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔

اللہ کے سامنے ذلت

گناہوں اور معصیت کے ارتکاب سے بندہ اپنے رب کے سامنے ذلیل ہو جاتا ہے اور اس کی نظروں میں گر جاتا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ گناہ گاروں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ انہوں نے ذلیل و خوار ہو کر اپنے رب کی نافرمانی کی اور اگر اپنی عزت نفس کا انہیں ذرا بھی احساس ہوتا تو اللہ تعالیٰ بھی انہیں گناہوں سے محفوظ رکھتا۔ جب بندہ از خود ذلیل و خوار ہو گا تو بھلا کون اس کا احترام کرے گا۔ ''اور جسے اللہ ذلیل و خوار کر دے اسے پھر کوئی عزت دینے والا نہیں ہے۔'' [الحج]

قوت ارادی میں کمزوری

مسلسل گناہوں کے ارتکاب سے برائی کا ارادہ نمو پاتا ہے۔ پرہیز گاری پر مبنی زندگی گزارنے کا ارادہ آہستہ آہستہ مضمحل اور کمزور ہو جاتا ہے۔ یوں ایک وقت ایسا آ جاتا ہے جب توبہ کا خیال یکسر دل سے نکل جاتا ہے۔ پھر دل میں مایوسی، اداسی، سستی اور نیم مردنی کے گھر کر لینے کی وجہ سے بندگی کا حق ادا کرنے کا حوصلہ کیسے باقی رہ سکتا ہے۔ ایسے حال میں توبہ و استغفار کی بھی جائے تو وہ بھی عموماً جھوٹ پر مبنی اور زبانی کلامی ہو گی، کیونکہ دل میں کثرت گناہ کی وجہ سے یہ خیال ہر وقت انگڑائیاں لے رہا ہوتا ہے کہ کوئی موقع ملے اور گناہ کر گزرے اور اپنی نفسانی خواہش کو پورا کرے۔

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لعنت

مسلسل گناہوں کے ارتکاب اور اصرار کی وجہ سے انسان رسول اللہ ﷺ کی نظر میں ملعون ہو جاتا ہے، اور امکان بڑھ جاتا ہے کہ روز قیامت وہ حضرت محمد ﷺ کی شفاعت سے بھی محروم رہ جائے گا کیونکہ حضرت محمد ﷺ نے گناہوں پر لعنت فرمائی ہے اور جو گناہ جتنا بڑا ہوگا اس کا مرتکب اس کے وبال میں گرفتار ہو گا۔ احادیث سے ہمیں یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ عورت جو جسم گودنے والی ہو، گدانے والی ہو، بال جوڑنے والی ہو، جڑوانے والی ہو، بال اکھیڑنے والی ہو، دانتوں کو باریک کرنے والی ہو، ان سب پر لعنت ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کے لکھنے والے، اس کی گواہی دینے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ اسی طرح چور، شرابی، شراب کشید کرنے والے نچوڑنے والے، اس کو بیچنے اور خریدنے والے پر لعنت بھیجی ہے اور جس کی طرف پہنچائی جا رہی ہو اس پر بھی لعنت ہے۔ اس طرح اپنے والدین پر جو کوئی لعنت بھیجے، اس کے اوپر بھی لعنت ہے، کسی جاندار ذی روح کو باندھ کر اذیت پہچانے کی غرض سے نشانہ بازی کرنے والے پر بھی لعنت فرمائی گئی ہے۔ مخنث (ہیجڑا) بننے والے مردوں اور مردوں کا روپ اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ دین میں نئی بات یا بدعت ایجاد کرنے والے پر لعنت ہے۔ جانداروں کی تصویریں، اغلام بازی (ہم جنسیت) اور بیوی سے دبر سے مجامعت کرنے والے پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ وہ اندھے کو غلط راستے پر ڈالنے اور چوپائے سے جفتی کرنے والے پر لعنت ہے۔ قبروں کو سجدہ گاہ بنانے اور بیوی کو خاوند یا غلام کو اس کے آقا کے خلاف ورغلانے پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ رشوت لینے والے، دینے والے اور اس کے لین دین میں درمیانی کردار ادا کرنے والے پر بھی لعنت فرمائی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور فرشتوں کی دعاؤں سے محرومی

گناہوں کا مرتکب اللہ کے رسول ﷺ اور فرشتوں کی دعاؤں سے محروم ہو جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا تھا کہ وہ مومن مردوں اور عورتوں کیلئے مغفرت کی دعا کریں۔ اس طرح فرشتے بھی ان مومنین کے حق میں دعائیں کرتے ہیں جو ایمان رکھتے ہیں، توبہ کرتے ہیں، کتاب وسنت کی پیروی کرتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ ان کی پیروی کے علاوہ کوئی اور راستہ صراط مستقیم کے طور پر موجود نہیں ہے۔

غیرت اور حمیت سے محرومی

گناہوں کے انسان کے حق میں مضر اثرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دل کے اندر غیرت اور حمیت کی حرارت بجھ جاتی ہے۔ جب کہ دل کی زندگی، سرگرمی اور پاکیزگی کیلئے غیرت کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ غیرت کی تپش اور سوزش سے ہی دل کا زنگ میل کچیل اترتا ہے۔ اس لیے وہ زیادہ اعلیٰ واشرف ہوتے ہیں، جو عام لوگوں کی بہ نسبت زیادہ غیرت مند ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سب سے زیادہ غیرت مند حضرت محمد ﷺ تھے۔ ان سے بھی زیادہ غیرت مند اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ صحیح حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے: ''کیا تم سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت پر تعجب کرتے ہو؟ ہمیں ان سے زیادہ غیرت ہے اور اللہ ہم سے بھی زیادہ باغیرت ہے۔''

صحیح حدیث میں یہ بھی منقول ہے کہ اللہ سے بڑھ کر کسی کو غیرت نہیں ہو سکتی۔ اس لیے اس نے ظاہر اور پوشیدہ تمام فحش کاریوں کو حرام قرار دے دیا ہے اور معافی اور معذرت جتنی اللہ کو پسند ہے کسی اور کو پسند نہیں۔ اس لیے اس نے پیغمبروں کو بھیجا جو بشارت دیتے ہیں، ڈراتے ہیں اور تعریف جتنی اللہ کو پسند ہے، کسی اور کو پسند نہیں۔ اس لیے اس نے خود اپنی تعریف کی ہے۔

اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے اس غیرت کے بارے میں بیان فرمایا ہے، جو انسان کو قبائح سے کراہت اور نفرت دلاتی ہے۔ اس کے ساتھ معافی کی پسندیدگی کو یکجا کیا ہے، جو کمال عدل، کمال رحمت اور کمال احسان کا مظہر ہے اور یہ سمجھایا گیا ہے کہ گناہوں سے جتنا زیادہ تعلق ہوگا اتنی ہی آدمی کے دل سے غیرت نکلتی جائے گی اور وہ خود اپنے حق میں، اپنے گھر والوں اور عام لوگوں کے حق میں بے حس اور بے غیرت ہوتا جائے گا۔ اس لیے جب غیرت کا مادہ مضمحل اور کمزور ہوتا ہے تو از خود کسی اور طرف سے اسے کوئی برائی محسوس نہیں ہوتی۔ جب کسی شخص کی حالت یہاں تک پہنچ جاتی ہے تو اس کی ہلاکت میں کوئی کسر باقی نہیں رہ جاتی۔ اس لیے بیش تر گناہ گار برائی کو برائی نہیں سمجھتے۔ فحش کاری اور دوسروں پر مظالم کو اچھا سمجھتے ہیں۔ وہ دوسروں کو اس کے اپنانے کیلئے رغبت دلاتے ہیں اور اس کا پرچار کرتے ہیں۔

شرم وحیا سے محرومی

گناہوں کی ایک سزا یہ بھی ہے کہ حیا کا مادہ ختم ہو جاتا ہے، حالانکہ دلوں کی زندگی کیلئے شرم وحیا کا ہونا

نہایت ضروری ہے۔ حیا ہر خیر اور بھلائی کا جز ہے۔ اس لیے صحیح حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ ''حیاء سراپا خیر ہے۔ لوگوں کو پہلی نبوتوں کی جو باتیں معلوم ہو سکیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب تمہارے اندر شرم وحیا نہیں، تو جو چاہو کرو۔'' اس حدیث کی حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے شرح بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ''اس کا مطلب ہے جس کے اندر شرم وحیا کا مادہ ہو وہ برائیوں سے شرم وحیا کی وجہ سے بھی باز رہتا ہے۔''

خدا فراموشی، خود فراموشی

کثرتِ معصیت اور گناہ کی ایک سزا یہ بھی ہے کہ معصیت یہ چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو فراموش کر دے اور اسے شیطان کا آلہ کار اور شکار ہونے کیلئے تنہا چھوڑ دے۔ اس لیے آدمی کیلئے خدا فراموشی اور خود فراموشی سے بڑھ کر کوئی سزا نہیں ہو سکتی۔ ایسا تغافل جس میں وہ بارگاہِ الٰہی سے یکسر اپنا حصہ بھی فراموش کر جائے اور جو کچھ اسے اللہ کی طرف سے عطا ہونے والا ہے اس سے محروم کر دیا جائے، تو پھر اس سے بڑی بدقسمتی کیا ہو سکتی ہے! گناہ گار ان انمول نعمتوں کو غبن، دھوکا دہی اور معمولی مادی منفعت کے بدلے بیچ دیتا ہے۔ کسی عربی شاعر کا قول ہے:

من كل شئی اذا ضيعته عوض

و ما من الله ان ضيعته عوض

(گم کردہ ہر چیز کا کوئی نہ کوئی عوض ہو سکتا ہے لیکن اگر تم اللہ کو گم کر دو گے تو اس کے عوض دوسرا نہیں پاؤ گے)۔

نعمتوں کا چھن جانا

گناہوں کی ایک سزا یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں گناہ گاروں سے چھین لی جاتی ہیں۔ آدمی سزا اور انتقام کی زد میں آ جاتا ہے اور پھر اس فرد یا قوم کو عذاب سے دوچار کر کے عبرت کا نشان بنا دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ سورہ شوریٰ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''تم لوگوں پر جو مصیبت بھی آئی ہے، تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آئی ہے، اور بہت سی غلطیوں سے وہ ویسے ہی درگزر کر جاتا ہے۔''

یہ اس لیے کہ جو نعمت وہ کسی قوم کو عطا کرتا ہے اسے نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدل ڈالے:

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔'' [الرعد]

(جب تو کسی نعمت میں ہو تو اس کی رعایت کر، اس لیے کہ گناہ نعمتوں کو زائل کر دیتا ہے) (بندوں کے پروردگار کی اطاعت کر کے اپنے گناہوں کو مٹا، کیونکہ پروردگار بہت جلد بدلہ دینے والا ہے)۔

انسانی بزرگی میں فرق

معصیت کا ارتکاب کر لینے کے بعد گناہ گار سے تعریف وتوصیف کے سب نام چھین لیے جاتے ہیں اور اس پر بدنامی اور ظلم و زیادتی کا لیبل چڑھ جاتا ہے۔ اس کے نام سے صاحب ایمان، پارسا، نیکوکار، پرہیزگار، فرماں بردار، خاصہ خدا، عابدو زاہد، صالح، توبہ کرنے والا، بار بار اللہ کی طرف متوجہ ہونے والا، راضی برضا اور پاک باز جیسے القاب نکل جاتے ہیں۔ اس کے بجائے فاسق وفاجر، سرکش، بدکار، فسادی، خبیث، راندہ درگاہ، زناکار، چور، جھوٹا، قاتل، خائن اغلام بازی کرنے والا، قطع رحمی کرنے اور دھوکا دینے والے کے القاب اس کو دے دیئے جاتے ہیں اور ظاہر ہے یہ سب گناہ کے نام ہیں۔

ارشاد باریٔ تعالیٰ ہے کہ: ''ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری عادت ہے۔'' [الحجرات] اس میں شک نہیں کہ گناہوں کے ان ناموں کو اپنانے سے مالک حقیقی کا غضب بھڑک اٹھتا ہے جس کے نتیجے میں جہنم کا گڑھا گناہ گاروں کا ٹھکانا ہوتا ہے۔ جہاں ذلت ورسوائی ان کا مقدر بنتی ہے۔

حکمت اور دانش سے محرومی

گناہ اور معصیت کی ایک سزا یہ بھی ملتی ہے کہ اس کی وجہ سے فرد صحیح حکمت اور حقیقی دانش سے محروم ہو جاتا ہے اور اپنی بنیادی ضرورتوں میں اور ترجیحات میں توازن کو کھو دیتا ہے حالانکہ دنیا اور آخرت میں کس چیز سے نفع ہو سکتا ہے اور کس چیز سے نقصان، اس سے واقفیت کی ضرورت ہر کسی کو ہوتی ہے۔ اس لیے اسلام میں سب سے زیادہ ہوش مند وہ ہوتا ہے جسے اپنے نفس اور قوت ارادی پر کامل کنٹرول ہوتا ہے۔ وہ مفید کاموں سے منسلک اور مضر کاموں سے بچتا ہے۔

اگر چہ بلند حوصلگی، مقام ہمت اور مرتبے کے لحاظ سے مختلف لوگوں میں فرق موجود ہوتا ہے۔ لیکن ہوش مند اور ماہر اسے ہی سمجھا جاتا ہے جو نیک بختی اور بدبختی کی درمیانی صورتوں کو سمجھتا ہے اور ان کے اثرات سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر معصیت کا ارتکاب ہو تو انسان کی طرف سے اللہ کی نعمت کی بے قدری اور خیانت سمجھی جائے گی، چنانچہ گناہوں کی بہتات سے انسان کمال عمل اور آگاہی کے عمل سے روک دیا جاتا ہے جس میں دنیا اور آخرت کا مفاد مضمر ہے۔ اس حالت میں، اس کے بعد اس کا دل، اس کی خواہشات، اس کے اعضاو جوارح سب اس کو دھوکا دیتے ہیں اور سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اس کی مثال اس شخص کی سی

ہوتی ہے جو شمشیر بکف ہو، لیکن اس کی تلوار کی دھار کند ہو یا نیام میں بری طرح پھنس کر رہ گئی ہو۔ جب بھی اس کو نکالنے کی کوشش کرتا ہو تو اس میں الجھ کر رہ جاتا ہو۔

ظاہر ہے ایسی صورت حال میں دشمن بڑھ کر اس پر حملہ کر دے گا اور اس کا کام تمام کر دے گا۔ اس طرح دل پر جب گناہوں کی کثرت کی وجہ سے داغ ہوں تو دل بھی زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ اس حال میں اگر دشمن اس پر حملہ کر دے، تو اس کا منہ توڑ جواب دینے کی اس کے اندر سکت نہیں رہتی۔ اس سے زیادہ بدترین تلخ اور بھیانک حقیقت یہ ہے کہ جب اس کا آخری وقت آتا ہے اور مالک حقیقی سے ملاقات ناگزیر ہو جاتی ہے، تو اس گھڑی، اس کی زبان اور دل ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور مرتے ہوئے کلمہ شہادت نصیب نہیں ہوتا۔ چنانچہ بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑنے والے بہتوں کو لوگوں نے دیکھا ہے کہ آس پاس بیٹھنے والوں نے جب انہیں کلمے کی تلقین کرنی چاہی اور "لا الہ الا اللہ" پڑھنا چاہا تو وہ پہلا کلمہ نہیں پڑھ پاتے۔

پس کوئی شخص خاتمہ بالخیر کی آرزو نہیں کر سکتا جس کا دل پراگندہ ہو، جو اللہ سے کوسوں دور جا پڑا ہو اور اس کی یاد سے غافل ہو، خواہشات نفس کا غلام ہو، شہوت کے ہاتھوں بے بس ہو۔ اللہ کی یاد آئے تو اس کی زبان کانٹا بن جائے اور عبادت اور بندگی کا وقت آئے تو ہاتھ پاؤں ٹھٹھر کر اس کے قابو میں نہ رہیں۔

پس گناہ چھوٹا ہو یا بڑا، اس سے بچنا اور دور رہنا سب کیلئے انتہائی ضروری ہے کہ گناہوں سے بچنا اور نیکیوں کو اختیار کرنا ہی تقویٰ ہے۔ نیز گناہ اور معصیت حد درجہ مضر چیز ہے، البتہ مضر اور بے اثرات کے درجے الگ الگ ہیں۔ یوں بھی دنیا اور آخرت میں پھیلی ہوئی ہر برائی اور بگاڑ کی تہہ میں گناہ اور معصیت کے برے اثرات ہی کارفرما ہوتے ہیں۔ (بشکریہ: ماہنامہ "صراط مستقیم"، برمنگھم)

انجینئر عبدالعلام عارف کا انتقال پُر ملال

جمعیت المناہل الخیریہ کے قسم المشاریع کے مدیر انجینئر عبدالعلام عارف طویل علالت کے بعد مورخہ 10 مئی بروز جمعرات گوجرانوالہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. مرحوم نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ جمعیت المناہل الخیریہ کے ساتھ مساجد کی تعمیر میں گزارا۔ کچھ عرصہ قبل جبڑے کے کینسر کا آپریشن ہوا جس کی وجہ سے کمزوری دن بہ دن بڑھتی گئی آخر وقت موعود آن پہنچا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک اور با اخلاق انسان تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ 11 مئی بروز جمعہ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں نماز جمعہ کے بعد ادا کی گئی۔